International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

اسلامی اُصولوں کے تناظر میں سوشلزم کا تنقیدی جائزہ

Critical Analysis of Socialism in the Context of Islamic Principles

1. Muhammad Mahmood ul Hassan Shah,
Ph.D. Scholar of Islamic Studies,
University of Okara, Punjab, Pakistan
Email: mahmood2letters@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3294-9224

2. Dr. Muhammad Zaid Lakhvi
Lecturer, Department of Islamic Studies,
University of Okara, Punjab, Pakistan
Email: zlakhvi@uo.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7429-4054

To cite this article: Muhammad Mahmood ul Hassan Shah and Dr. Muhammad Zaid Lakhvi. 2021. "Critical Analysis of Socialism in the Context of Islamic Principles". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 3 (Issue 2), 84-.98

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 3 || July - December 2021 || P. 84-98
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-3-2-6/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.03.02.u06
Journal Homepage	www.islamicjournals.com
Published Online:	July 2021

Abstract:

Multiple intellectual movements are here that changed the socio-economic conditions of humankind throughout history. Among these movements, a highly Influential is socialism, which was the most discussed and dominant social and political movement in the 19th and 20th centuries. It affected many thoughts and cultures owing to its impressive materialistic approach. On the other hand, Islam negates socialism's fundamental principles, and it does not appreciate pure materialistic discourse for the wellbeing of humanity. Islam also provides a social structure for equality and justice for success in this world and the hereafter. This article explains the salient features of socialism which are contrary to Islamic ideas and precepts. Furthermore, the current position of socialism in the world and how Islamic traditions and civilization can be preserved have been discussed. In addition, this article provides a brief overview of the importance of establishing an Islamic "welfare state."

Keywords: Socialistic Movements, Materialism, Contrast, Islamic injunctions, Welfare State

1 تعارف ومقاصد

مختلف النوع سماجی مسائل اور دیگر عالمگیر تبدیلیوں کے نتیجہ میں سوشلزم کی سرخ آندھی پھر سے چلنا شروع ہو گئی ہے اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے لئے ایک چیلنج بنتی جارہی ہے۔ ایسے میں سوشلزم کی غیر اسلامی تعلیمات کو اسلامی تعلیمات سے ممیز کرنا جتنا ضروری ہے اتنا ہی اس کی معتدل تعلیمات کا اسلامی اصولوں سے تقابل ناگزیر ہے تا کہ صالح سماجی و انتظامی امور سے استفاضہ ناممکن نہ ہو جائے۔ مثال کے طور پر اس تحریک کے ارتقاء کے نتیجہ میں سکینڈینویا میں فلاحی ریاستوں کے قیام کا کامیاب تجربہ کیا گیا ہے کہ جس میں انسانوں کی بنیادی ضروریات کی ذمہ داری ریاستِ وقت نے خود اٹھائی ہے۔ قرآن مجید کی رُو سے بنیادی ضروریات کھانا، پینا، لباس اور مکان ہیں۔[1] مگر مقاصد شریعت کے دیگر ذرائع صحت اور تعلیم کو بھی بنیادی ضروریات میں شامل کرتے ہیں لہذا یہ باور کروانا کہ دور حاضر میں ریاست کا اس مخصوص ذمہ داری کو اٹھانا مقاصد شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ مزید بر آں سوشلزم کے نظریات سے باخبر رہنا ارباب حل و عقد اور عوام الناس کی مشترکہ دینی و ملی ذمہ داری ہے۔

2 سوشلزم کا لغوی مفہوم

سوشلزم (Socialism) انگریزی زبان کا اسم ہے جو کہ اسم صفت (سوشل) Social سے ماخوذ ہے۔ اور لفظ سوشل (Social) کے اکسفرڈ ڈکشنری میں متعلقہ متعدد معانی ہیں :

(الف) معاشرے یا اسکے افراد سے متعلق، معاشرتی (ب) طبقات کے باہمی رابطے کے متعلق

(ج) باہمی روابط کا طالب، اجتماعیت پسند (د) ہیتِ اجتماعی کا رُکن[2]

اسی طرح انگلش زبان میں کسی لفظ کے آخر میں "ISM" کا لاحقہ تحریک یا نظام کے معنی میں بھی آتا ہے[3]

لہذا اپنے لغوی مفہوم میں کم از کم سوشلزم ایک ایسا نظام یا تحریک ہے جو براہ راست معاشرے کے افراد، طبقات اور باہمی روابط و تعاون سے متعلق ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اسکے اندر لغوی طور پر اجتماعیت اور اشتراکیت کا معنیٰ موجود ہے۔

سوشلزم سوشل (Social) سے بنا ہے اور Social قدیم فرانسیسی اور لاطینی زبان کے لفظ Socialis بمعنیٰ حمایتی و معاون سے ماخوذ ہے۔ پھر یہ لفظ Socialis لاطینی زبان کے ایک دوسرے لفظ Socius بمعنیٰ دوست سے ماخوذ ہے۔ انڈریو وِینسنٹ (Andrew Vincent) کے نزدیک سوشلزم لاطینی زبان کے لفظ Sociare سے ماخوذ ہے جسکا مطلب باہم ملانا اور باہم تقسیم کرنا ہے۔[4]

3 سوشلزم کا اصطلاحی مفہوم

پروفیسر محمد معین الدین کے نزدیک:

---

1 Taha 20:118-119

2 : Oxford English Urdu Dictionary, Translated by: Shan ul Haq Haqqi, Oxford University press, 2003, P.1639.

3 : Oxford Advanced Learner's Dictionary, New 8th Edition, Page. 826.

4 : Andrew Vincent, Modern Political Ideologies, by Wiley Blackwell, Pub.2010, P.83.

"سوشلزم سے مراد ایسا نظام معیشت ہے جس میں ذرائع پیداوار حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں اور انہیں کسی مرکزی ادارے کی ھدایات کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ اور تمام بنیادی فیصلے اس کے ذریعہ کئے جاتے ہیں"۔[5]

پروفیسر ڈکنسن (Professor Dickinson) کے نزدیک سوشلزم کی اصطلاحی تعریف یوں ہے:

> "Socialism is an economic organization of society in which the material means of production are owned by the whole community and operated by representatives of the people, who are responsible to the community according to the general plans, all the members of community being entitled to the benefits from results of such socialized, planned production, on the basis of equal rights[6]"

"یعنی سوشلزم معاشرے کی ایک ایسی معاشی تنظیم کا نام ہے جس میں مادی ذرائع پیداوار تمام معاشرے کی ملکیت ہوتے ہیں اور لوگوں کے نمائندے جو کہ پورے معاشرے کو جوابدہ ہوتے ہیں ایک عمومی ضابطہ کے مطابق ان ذرائع کی نگرانی کرتے ہیں اور معاشرے کے تمام افراد مساوی حقوق کی بنیاد پر معاشرے کی اس منظم پیداوار کے ثمرات سے بہرور ہوتے ہیں"۔

آکسفرڈ ڈکشنری کے مطابق تعریف یہ ہے:

> "سماجی تنظیم کا یہ سیاسی و معاشی نظریہ کہ ذرائع پیداوار اور تقسیم دولت پر معاشرے کا من حیث المجموع اختیار ہونا چاہئے"۔[7]

پروفیسر فل گاسپر (Phil Gasper) نے کارل مارکس (Karl Marx) اور فیڈرک اینگلز (Frederick Engels) کی شہرۂ آفاق "The Communist Manifesto" (اشتمالی منشور) کا خطبۃ البحث بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

> "The central idea of communism is the abolition of bourgeois private property "[8]

یعنی سرمایہ دار طبقے کی ذاتی ملکیت کا انہدام کمیونزم کے تصور کا بنیادی جوہر ہے۔

4 سوشلزم کا تاریخی ارتقاء

4.1 قدیم یونان میں تصور سوشلزم

افلاطون ۴۲۷-۳۴۷ ق م (Plato) نے اپنی کتاب جمہوریہ (Republic) میں ایک مثالی ریاست کے حصول کیلئے کچھ ایسے نظریات سے تعرض کیا ہے کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ افلاطون سب سے پہلا سوشلسٹ تھا۔ اسلئے کہ افلاطون ذاتی ملکیت کو تمام اخلاقی اور سماجی برائیوں کی جڑ سمجھتا ہے۔ اگر دانشوروں اور محافظوں کے لئے ذاتی ملکیت جائز قرار دی جائے تو ان میں ھل من مزید کی طلب کو کسی مقام پر بھی نہیں روکا جاسکے گا۔

---

[5]: Prof. Muhammad Moinuddin, Social, Economic and Political Values and Concepts of Islam, , Avenue Book Palace, Urdu Bazaar, Lahore, P:28

[6]: H.D. Dickinson, Economics of Socialism, Oxfort University Press, 1939, P.9.

[7]: Oxford English Urdu Dictionary, P.1639

[8]: Phil Gasper, A Road Map to History's Most Important Political Document, Penguin Books, 2018, India P.29.

" اخلاقی اور سماجی برائیوں کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے کا واحد راستہ افلاطون کے نزدیک ذاتی ملکیت کا خاتمہ ہے۔ اسلئے کہ مثالی ریاست میں فرد کی اپنی کوئی جائیداد نہیں ہوتی۔ سب کچھ ریاست کی ملکیت میں ہوتا ہے اور افراد ریاست کی مجموعی ملکیت کی حفاظت اور خوشحالی کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ اسی طرح ملکیت کی سوشلزم کا لازمی نتیجہ گھریلو وحدت کا خاتمہ اور بیویوں کی اشتراکیت (Communism of wives) ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ افلاطون آزاد جنسی اختلاط (Promiscuous Relations) کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلئے کہ ریاست کو ذہنی اور جسمانی طور پر بہتر افراد کی ضرورت ہے لہذا ریاست کی مرضی کے مطابق بہتر عورتیں بہتر مردوں کے ساتھ وقتی طور پر جنسی تعلقات قائم کر سکتیں ہیں۔ ایسی عارضی شادیوں کیلئے ریاست وقت اور ضرورت کے مطابق اجازت نامے جاری کرے گی"۔[9]

یہاں جملہ معترضہ کے طور پر یہ باور کروانا ضروری ہے کہ جدید سوشلزم (۱۸۰۰-۲۰۲۱ء) نے افلاطون کی اشتراکیت کی باب میں ریاستی سطح پر خاندانی وحدت کے سقوط کے نظریہ کو براہ راست اختیار نہیں کیا ہے۔ مگر سیکولرزم، لبرالزم اور دورِ حاضر کی نسائی پسند تحریک (Feminism) در حقیقت اپنی آزادی فکر کے خنجر سے اپنی مرضی کے ساتھ اس آسمانی ادارے کو قتل کرنے کے درپے ہے۔ یہ تمام نظریات سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کارل مارکس خاندانی وحدت کے انتشار کی موجودہ وجہ بھی سرمایہ دارانہ نظام کو قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کیپیٹلزم اپنے مرتبہ کمال پر جاکر ختم ہو جائے گا اور سوشلزم کا سورج طلوع ہو گا۔ اور خاندانی ڈھانچہ بھی از سرے نو مرتب ہو گا۔

> "On what foundation is the present family, the bourgeois family, based? On capital, on private gain. In its completely developed form this family exists only among the bourgeoisie. But this state of things finds its complement in the practical absence of the family among the proletarians, and in public prostitution. The bourgeois family will vanish as a matter of course when its complement vanishes, and both will vanish with the vanishing of capital."[10]

سرمایہ دار خاندان کی موجودہ بنیاد کس چیز پر ہے؟ اسکی بنیاد سرمایہ اور ذاتی منافع پر ہے۔ اسوقت خاندان کی ترقی یافتہ صورت صرف طاقت ور سرمایہ دار خاندانوں میں موجود ہے۔ لیکن یہ خاندان اپنی اس حالت کی تکمیل غریب اور کمزور طبقات کے خاندانوں کے عملی طور پر غیر فعال ہونے سے کر پاتے ہیں۔ اور یقیناً ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب طاقت ور سرمایہ دار خاندان اپنے قائم رہنے کے لوازمات نہ ہونے کی وجہ سے خود بھی فنا ہو جائیں گے اور یہ دونوں سرمایہ کے نہ ہونے کے ساتھ ہی غائب ہو جائیں گے۔

4.2 جدید سوشلزم کا آغاز

اٹھارویں صدی عیسوی میں یورپ میں علم معاشیات نے اپنے میدان میں نئے جھنڈے گاڑے۔ انگلینڈ میں علم معاشیات کے باوا آدم ایڈم سمتھ ۱۷۲۳-۱۷۹۰ء (Adam Smith) نے معیشت اور سرمائے کے نئے اصول وضع کئے اور معاشرہ میں تقسیم دولت کے بہتر طریقوں

---

9 : Dr. Naeem Ahmed, History of Greek Philosophy, Urdu Bazaar Lahore,2005,P:134

10 : Karl Marx, The communist Manifesto, P.35

کو مختلف مفکرین نے واضح کیا۔ لیکن یورپ میں بڑھتی ہوئی صنعتی ترقی، ناانصافی اور استحصال نے مختلف النوع نظریات اور تحریکات کو جنم دیا۔ نتیجۃً فرانس میں انقلابِ فرانس۱۷۸۹-۱۷۹۹ء(French Revolution)برپاہوااور مزدوروں اور کمزور طبقات کو ایک نئی آواز ملی۔ یہی وجہ ہے کہ جدید سوشلزم کی ابتداءعام طور پر فرانس کے ہینری دی سینٹ سائمن ۱۷۶۰-۱۸۲۵ء(Henri de Saint-Simon)سے بیان کی جاتی ہے۔ اس نے سب سے پہلے "Christian Socialism" کی بنیاد ڈالی کہ جس میں عیسائیت کے معاشرتی اصولوں کو جدید صنعتی زندگی میں منطبق کیا گیا۔ اس حوالہ سے اسکی ۱۸۲۵ء کی کتاب "Nouveau Christianisme" قابل غور ہے۔ اس میں اس نے انسانیت کے لئے ایک ایسے بھائی چارے کا اعلان کیا ہے کہ جس میں معاشرتی و صنعتی اور سائنسی تنظیم سے موافقت ہے۔[11]

4.3 سوشلسٹ فکر کا نقطہ عروج

عیسوی تقویم کے لحاظ سے انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں ۱۸۱۸ء میں جرمنی کی زمین پر ایک حادثہ رونما ہوا یوں طور کہ یہ علاقہ مشہور مفکر، فلسفی اور علوم عمرانی کے ماہر یہودی الاصل کارل مارکس (Karl Marx) کا مَسقطِ الراس بنا۔ اس نے انیسویں صدی میں سرمایہ دارانہ نظام سے مزدوروں کے استحصال کو روکنے کے لئے سوشلزم کی تحریک میں روحِ طوفانی پھونک دی۔ اور روایتی سرمایہ دارانہ نظام میں استحصالی ہتھ کنڈوں اور طبقاتی کشمکش کو اپنی معرکۃ الآراء کتاب (1860Capital) "Das Kapital" میں نظریۂ قدرِ زائد (Theory of Surplus Value) کے ذریعہ سے بے نقاب کیا۔ اور تحریک سوشلزم کو جلد نتیجہ خیز کرنے کیلئے ۱۸۴۸ء میں انگلینڈ میں اپنے دوست فیڈرک اینگلز (Frederick Engels) کے ہمراہ "The Communist Manifesto" بھی ترتیب دیا۔ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں سوشلزم میں اسکی غیر معمولی اہمیت اور خدمات کو واضح کرنے کیلئے علامہ اقبالؒ کی "ارمغان حجاز" میں "ابلیس کی مجلس شوریٰ" کے تیسرے مشیر کے مندرجہ ذیل تمثیلی نظم کے الفاظ قابل توجہ ہیں:

روح سلطانی رہے باقی تو پھر کیا اضطراب ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب
وہ کلیمِ بے تجلی وہ مسیحِ بے صلیب نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز مشرق و مغرب کی قوموں کیلئے روزِ حساب
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا طبیعت کا فساد توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب [12]

اس کی تعلیمات کے نتیجہ میں مزدوروں اور کمزور طبقوں میں ایسا اعتماد پیدا ہوا کہ ۱۹۱۷ء میں روس میں ایک تاریخی خونی انقلاب برپا ہوا جس میں مزدوروں نے زارِ (Tsar) روس کو جو کہ اپنے وقت کا فرعون تھا پہلے تاج و تخت سے محروم کر کے صحرائے ترکستان میں جلاوطن کیا پھر اسے اور اس کے تمام خاندان کو گولیوں سے اڑا دیا۔

---

[11]: Encyclopedia of Britannica, Henri de Saint-Simon, 13 Oct. 2020, Accessed 21 Feb. 2021

[12]: Kaliyat Iqbal, Armaghan e Hijaz Urdu. P.321.

کارل مارکس کی تعلیمات کا متبع ولادیمیر لینن (۱۸۷۰-۱۹۲۴ءVladimir Lenin)نے بالشویک (Bolshevik) پارٹی کی رہنمائی کرتے ہوئے روس میں ۱۹۱۷ء میں سوشلسٹ حکومت کی بنیاد ڈالی جو کہ بعد میں سوویت یونین (Soviet Union) کے نام سے ۱۹۹۱ء تک قائم رہی۔

سوویت یونین کے زمانہ میں پاکستان میں سوشلزم کے حامی بہت سرگرم تھے۔ مشہور پاکستانی شاعر فیض احمد فیض سوشلسٹ انقلاب کے لئے پیش پیش تھے اور انہی پیش قدمیوں کے الزام میں ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۵ء کے عرصہ میں جیل بھی رہے۔ ان کی سوشلسٹ خدمات کے نتیجہ میں سوویت یونین کی طرف سے انہیں ۱۹۶۲ء میں لینن پیس پرائز (Lenin Peace Prize) بھی دیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں آمریت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ان کے سوشلسٹ پس منظر میں لکھی گئی معروف نظم "ہم دیکھیں گے" آج بھی مشہور ہے۔ اسی طرح عبدالستار ایدھی کو بھی اشتراکیوں کی طرف سے فلاحی خدمات کے نتیجہ میں ۱۹۸۸ء میں لینن پیس پرائز سے نوازا گیا۔

بیسویں صدی عیسوی میں امریکہ اور سوویت یونین کی سرد جنگ، کیوبا کرائسز، مسئلہ افغانستان، اور دنیا کے اکثر ممالک میں سوشلزم تحریک کا نفوذ یہ سب کارل مارکس کے فکری شراروں کی چنگاریاں ہیں۔ یہاں تک کہ بقول سید عابد علی عابد:

" سوشلزم اور اشتمالیت کے موجودہ نظام کارل مارکس کی تعلیمات کے ثمر ہیں۔"[13]

5 سوشلزم اور کارل مارکس

کارل مارکس کے فلسفہ نے سوشلزم کی تحریک کو جداگانہ لیکن مضبوط بنیادیں فراہم کیں۔ اس کے اہم ترین افکار کو مندرجہ ذیل عنوانات دیئے جاسکتے ہیں:

جدلیاتی مادیت(Dialectical Materialism)

تاریخی مادیت(Historical Materialism)

نظریہ قدر زائد(Theory of Surplus Value)

5.1 جدلیاتی مادیت

مارکس کی جدلیات کے سوتے مشہور جرمن مفکر فریڈرک ہیگل ۱۷۷۰-۱۸۳۱ء(Friedrich Hegel) کی جدلیاتی فکر سے پھوٹتے ہیں ہیگل کی جدلیات کے تین قوانین ہیں۔(i) کمیت کا کیفیت میں تبدیل ہونے کا قانون جیسے پانی کی برف میں تبدیلی (ii) مخالف قوتوں کا ایک دوسرے میں اختلاط کا قانون جیسے فطرت میں تضادات کا ہونا (iii) نفی کا قانون یعنی تضادات ایک اعلیٰ تر اتحاد میں ختم ہو جاتے ہیں۔[14] مگر ہیگل کے فلسفہ میں "تصورِ مطلق" مارکس کے وجود پر کانٹے کی طرح کھٹکتا رہا (حقیقتِ عین، Idea، ذھنِ مطلق، روح مطلق، واجب الوجود، اللہ تعالی۔ کہاجاتا ہے کہ عیسائیت اور ریاست کے عتاب سے بچنے کے لئے ہیگل نے اپنی جدلیاتی منطق پر "تصور مطلق" کی

13: Syed Abid Ali Abid, Talmihat-e-Iqbal,Maktaba Jadid Press, Nawaiwaqt House, Lahore,1985,P.415

14: John Passmore, A Hundred Years of Philosophy, Translated: Saud-ul-Hassan Khan, Fiction House, Lahore, 2004, P.57

چادر اوڑھی ہوئی تھی۔)[15]۔مارکس کو ہیگل تو قبول تھا مگر اسکا "تصور مطلق" قبول نہیں تھا۔یہی وجہ ہے کہ ہیگل کی وفات کے بعد اسکے متبعین دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ان میں سے ایک بدستور ہیگل کی "تصوریت" سے چمٹا رہا جبکہ دوسرے گروہ نے ہیگل کی منطق کو مانتے ہوئے ہیگل کے برعکس یہ نتیجہ اخذ کیا کہ حقیقت "تصور یا عین" نہیں بلکہ "مادہ" ہے۔اس دوسرے گروہ کو Young Hegelians اور Hegelians of the left wing بھی کہتے ہیں۔کارل مارکس ایک زمانہ تک اسی دوسرے گروہ کا نمائندہ تھا۔مارکس کے نزدیک یہ بات کئی ایک ذرائع سے ثابت ہوتی ہے کہ مادی قوتیں ہی وہ عوامل ہیں جو اس دنیا کی تشکیل کر رہی ہیں۔اسی وجہ سے وہ کہتا ہے:

"Religion is the sigh of the oppressed creature, the heart of a heatless world, and the soul of soulless conditions. It is the opium of the people. The abolition of religion as the illusory happiness of the people is the demand for their real happiness."[16]

"مذہب کسی بچارے مظلوم کی آہ ہے، بے رحم دنیا کا دل ہے، اور مردہ حالات کی روح ہے۔ مذہب انسانوں کی افیون ہے۔ انسانوں کی "حقیقی "خوشی یہ چاہتی ہے کہ مذہب کو جو کہ لوگوں میں "دھوکے پر مبنی "خوشی سے عبارت ہے منسوخ کر دیا جائے۔"

مارکس کا یہی وہ الحادِ محض ہے کہ جس نے سوشلزم سے خدا کو محو کر دیا اور ایسے خطوط پر استوار کیا کہ جس میں مادی وسائل و ذرائع کے علاوہ تصور روح کا کوئی علاقہ نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ سوویت یونین جو کہ مارکس کے فلسفہ سوشلزم پر استوار تھی ایک دہری ریاست تھی۔

اسی طرح ماؤزتونگ ۱۸۹۳-۱۹۷۶ء(Mao Zedong) نے مارکس کے فلسفہ کے زیر اثر چین کو ایک ملحد ریاست بنا دیا۔ دیگر مذاہب بالخصوص سامی مذاہب (یہودیت، عیسائیت، اسلام) میں سوشلزم سے دوری کی اصل وجہ اس کے بنیادی عقیدہ میں الحادیت کا ہونا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے سوشلزم کے اس بچگانہ عقیدہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اور حاملین مذاہب کو خوب اپنے دام میں گرفتار کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دارانہ سودی نظام کے شیوخ نے اپنے سکہ رائج الوقت ایک ڈالر(Dollar) پر یہ لکھا ہوا ہے:

"In God We Trust"

علامہ اقبال کو بھی اس تحریک سوشلزم میں جدید الحادیت کا بھرپور احساس تھا۔ آپ فرماتے ہیں:

"Modern atheistic socialism, which possesses all the 90ervor of a new religion, has a broader outlook;but having received its philosophical basis from the Hegelians of the left wing, it rises in revolt against the very source which could have given it strength and purpose". [17]

[15]: Ishfaq Saleem, Mirza, Falsafa Kiya Ha, Fiction House, Lahore, 2005, P.98.
[16]: Karl Marx, Critique of Hegel's Philosophy of Right, Pub: Oxford University Press, 1970, P.7.
[17]: Sir Muhammad Iqbal ,The Reconstruction of religious thought in Islam, Pub:M. Ashraf Printing press Lahore Pakistan, 2007, P.194

دورِ حاضر کا لادین سوشلزم کا زاویہ نظر بیشک نسبتاً زیادہ وسیع ہے (کیونکہ اس کی اساس نسل اور وطن پر نہیں) اور اس کے ولولہ و جوش کا بھی وہی عالم ہے جو کسی نئے مذہب کا ہوتا ہے، لیکن چونکہ اسکی بنیاد ہیگل کے مخالف نظر پیروکاروں پر ہے لہذا وہ اس چیز ہی سے بر سر پیکار ہے جو اس کے لئے زندگی اور طاقت کا اصل ذریعہ بن سکتی تھی۔

5.2 تاریخی مادیت

کارل مارکس کی تاریخی مادیت دراصل اسکے جدلیاتی مادیت کے فلسفہ کی تاریخ کے باب میں تخصیص ہے۔ یعنی جب حقیقت "عین یا تصور" نہیں بلکہ "مادہ" ہے تو پھر انسانی سماج اور تاریخ میں بھی اس حقیقت کو معتبر ماننا پڑے گا۔[18] اور انسانی ارتقاء کے جمیع مراحل کسی طاقت ور شخصیت یا آسمانی ہستی کے مرہون منت نہیں ہیں بلکہ تاریخ میں مادی اور معاشی عوامل ہیں جو انسانی معاشروں میں تبدیلیوں کا باعث بنتے ہیں۔ تاریخ میں انسانوں کے معاملات، روابط اور رویوں میں تبدیلیاں دراصل انکے ذرائع پیداوار کی تبدیلیوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

ہیگل کی حقیقتِ "تصور یا عین" تضادات سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک جدلیاتی اور حرکی عمل ہے کہ جسے عقل محض بیان کرنے سے قاصر ہے اور انسانی سماج کے اندر موجود اختلافات دراصل اس حقیقتِ "عین" کی توجیہات ہیں۔ مارکس کو اس سے شدید اختلاف ہے۔ اس کے نزدیک سماج میں موجود تضادات و اختلافات کسی غیر مادی "عین" کی جلوہ نمائی کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ یہ تضادات اس سماج میں موجود پیداوار کے ذرائع کے تضادات ہیں جو کہ خالص "مادی" ہیں۔ مارکس کی تاریخی جدلیت مذہبی ایمان و ایقان، ایثار و قربانی، عقیدت و مروت کے جذبات کی اس دنیا کے مزدوروں کے جذبات کی خاطر نفی کرتی ہے۔ یہاں تک کہ اسلامی انقلاب اور صحابہ کرام کی اللہ اور رسول کی محبت میں ڈوبی ہوئی جہود و مساعی کی ایک بھیانک مسخ شدہ تعبیر پیش کرتی ہے۔۔ اپنے اس نظریہ کے مقدمات وہ اس طرح ذکر کرتا ہے۔

> "The Premises from which we begin are not arbitrary ones, not dogmas, but real premises from which abstraction can only be made in the imagination. They are the real individuals, their activity and material conditions of their life, both those which they find already existing and those produced by their activity. These premises can thus be verified in a purely empirical way" ۔[19]

جن قضایا سے ہم بات شروع کرتے ہیں وہ غیر منظم و متسلّط اصول و قواعد نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے حقیقی مقدمات ہیں کہ جن سے تخیل میں ایک تصور کلی ہی تو بنتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ (سوسائٹی کے افراد) حقیقی افراد ہیں ان کی سرگرمیاں اور مادی حالات کہ جن کے تحت وہ زندگی گزارتے ہیں اور ان دونوں سے وابستہ وہ چیزیں جو پہلے سے ان کے پاس موجود ہیں اور وہ چیزیں کہ جن کو انہوں نے اپنے عمل سے پیدا کیا ہے۔ یہ (ذکر کردہ) مقدمات خالص تجربی اسلوب پر تصدیق کئے جاسکتے ہیں۔

اسکے بعد مارکس انسانی تاریخ میں ذرائع پیداوار کے باہمی تفاوت کو انسانی طبقات کی باہمی کشمکش پر منتج کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام پیداوار کے ذرائع میں انڈسٹریلائزیشن (Industrialization) کے ذریعہ سے تبدیلیاں لے آیا ہے کہ جس سے مزدوروں کا

---

[18]: Sayyid Muhammad Baqir Al-Sadr Al-Shaheed, Iqtisaduna, Translator: Sayyid Sajjad Rizvi, Part I, Chapter II, Imamia Publications Pakistan, P.11

[19]: Karl Marx, Friedrich Engels, The German ideology, Prometheus books, New York, USA, 1998, P.36-37

استحصال ہوا ہے اور مزدوروں کی آنکھیں کھلی ہیں اور ان کی اجتماعی قوت میں اضافہ ہوا ہے اور یہی قوت سرمایہ دارانہ نظام کو لے ڈوبے گی۔ اور پھر سوشلزم کی صبح طلوع ہوگی۔

5.3 نظریہ قدرِ زائد

کارل مارکس کے نزدیک سرمایہ داری نظام میں ایک سرمایہ دار مزدوروں کا استحصال قدرِ زائد حاصل کر کے کرتا ہے۔ اور نتیجۃً اپنے سرمایہ کو بڑھاتا ہے اور امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہوتا جاتا ہے۔ گویا وہ محنت کا پورا حق نہیں دیتا۔

کارل مارکس اپنی کتاب Das Kapital جو کہ سوشلسٹس کے ہاں مادیت کے موسیٰ کی تورات ہے میں یہ کہتا ہے:

> "The laborer adds fresh value to the subject of his labour by expending upon it a given amount of additional labour, no matter what the specific character and utility of that labour may be. On the other hand, the values of the means of productions used up in the process are preserved, and present themselves afresh as constituent parts of the value of the product; the values of the cotton and the spindle, for instance, re-appear again in the value of the yarn. The value of the means of production is therefore preserved by being transferred to the product. The transfer takes place during the conversion of those means into a product, or in other words, during the labour-process. It is brought about by labour: but how?"[20]

"محنت کش اپنی مشقت کے محل کی قدروں میں اس محنت و مشقت کو ایک مخصوص اضافی محنت کی مقدار تک بڑھاتے ہوئے برابر اضافہ کرتا ہے۔ چاہے اس محنت و مشقت کی جو بھی مخصوص خصوصیت و افادیت ہو سکتی ہو۔ دوسری طرف اس عمل میں صرف کی گئیں ذرائع پیداوار کی قدریں محفوظ ہیں اور اپنے آپ کو اس پیدا شدہ چیز کی قیمت کے اجزائے کلیہ کی حیثیت سے تازہ رکھے ہوئے ہیں۔ بایں طور کہ روئی اور کاتنے والے چرخے کے تکلے کی قیمتیں بٹے ہوئے دھاگے کی قیمت میں دوبارہ نئے سرے سے نمودار ہوتی ہیں۔ ذرائع پیداوار کی قدر و قیمت محفوظ ہی اسی لئے رہتی ہے کہ وہ دوسری پیداور میں منتقل ہو جاتی ہے۔ یہ انتقال ان ذرائع کے ایک مخصوص پیداوار میں تبدیل ہونے کے دوران واقع ہوتا ہے؛ یا پھر دوسرے لفظوں میں مشقتی عمل کے دوران واقع ہوتا ہے۔ یہ قدر و قیمت محنت و مشقت پیدا کرتی ہے۔ لیکن کیسے؟"

اسکے بعد کارل مارکس طاقت ور طبقات کے مختلف طریقوں اور حربوں کا پردہ دلائل قاہرہ سے چاک کرتا ہے کہ کس طرح وہ قدر فاضل کے ذریعہ سے پسے ہوئے کمزور طبقات اور مزدوروں کی محنت کا پھل کھاتے ہیں اور مشینوں کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ مزدور کی محنت کی رسد کو بھی کم کرتے ہیں۔

کارل مارکس کے نزدیک سرمایہ دارانہ نظام کا یہی قبیح عمل سوشلزم کی راہ ہموار کرتا ہے اور مزدوروں اور کمزور طبقات کا عوامی دباؤ قدر زائد میں کمی اور اجرتوں کی زیادتی کا باعث بنتا ہے۔

---

[20]: Karl Marx, Capital, Progress Publisher, Moscow, 1965, Vol.1, Chap.8, P.199

6 سوشلزم کے عالمگیر سماجی وسیاسی اثرات

6.1 آٹھ گھنٹہ یومیہ کام" کی تحریک

جوں جوں یورپ میں صنعتی ترقی (۱۷۶۰ء۔۱۸۴۰ء) بڑھتی گئی توں توں سوشلزم کی تحریک کو پر لگتے گئے اور مزدوروں کی خستہ حالی کو کم کرنے کے لئے ۲۴ گھنٹوں میں سے صرف ۸ گھنٹے مزدوری کرنے کی تحریک مضبوط ہوئی۔ اصطلاح میں اسے "Eight-hour Day Movement" کہا جاتا ہے۔ امریکہ میں شکاگو کے تاجروں نے ۱۸۸۶ء میں اسی تحریک سے متاثر ہو کر یکم مئی کو ہڑتال کا اعلان کیا جو کہ خونریزی پر منتج ہوئی اس کے بعد دنیا کی بیشتر سوشلسٹ تحریکوں اور سوشلسٹ ہمدردوں نے یکم مئی کو مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کا دن (Labour Day) قرار دیا۔

6.2 لیبر پارٹی

برطانیہ کی لیبر پارٹی (Labour Party) کا قیام ۱۹۰۰ء میں عمل میں آیا۔ یہ پارٹی بھی سوشلسٹ تحریک کا ثمر ہے۔

6.3 بالشیویک

بلشیویک (Bolsheviks) انتہائی بائیں بازو کا مارکس کے نظریات کا حامل ایک انقلابی گروہ تھا جسکی بنیاد ولادیمیر لینن نے ڈالی تھی۔ انقلاب روس (۱۹۱۷ء) کے نتیجہ میں اسی پارٹی نے روس میں حکومت قائم کی۔ اور یہ سوویت یونین ۱۹۹۱ء میں ٹکڑے ٹکڑے ہوئی، ۱۹۱۷ء میں سویت یونین نے سب سے پہلے محنت کشوں کی مزدوری کے اوقات کم کر کے آٹھ گھنٹے تک محدود کر دئے تھے۔

6.4 ٹریڈ یونینز / لیبر یونینز

سرمایہ دارانہ طبقات کی خواہشات کے برعکس ٹریڈ یونینز دن بدن بڑھتی گئیں اور اب یہ محنت کشوں اور مزدوروں کے متعدد حقوق کی نگہداشت اجتماعی سطح پر سرانجام دینے کی سعی کرتی ہیں۔

6.5 چین اور بھارت میں اشتراکیت

چین کے بابائے قوم ماؤزتونگ اور دیگر افراد نے یکم جولائی ۱۹۲۱ء کو مارکس کی تعلیمات کے زیر اثر کمیونسٹ پارٹی آف چائنہ (Communist Party of China/CPS) کی بنیاد ڈالی۔ اس پارٹی کے سوشلسٹ مقاصد کو ماؤزتونگ نے مرتبہ کمال تک پہنچایا اور مارکس اور لینن کی تعلیمات کو چینی سماج میں اپنے مخصوص فکری انداز سے رائج کیا جسے اب ماؤازم (Maoism) کا نام دیا جاتا ہے۔ یہی ماؤازم بھارت کی مختلف ریاستوں میں کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے مختلف گروہوں اور نیکسل باریوں (Naxalite) کی صورت میں پھیلا ہوا ہے۔

6.6 عرب میں سوشلزم

میشیل عفلق (۱۹۱۰ء– ۱۹۸۹ءMichel Aflaq) نے حزب البعث العربي الاشتراکی (Arab Socialist Ba'ath Party) کی بنیاد ۱۹۴۷ء میں ملک شام میں رکھی۔ اس کے مقاصد میں عالم عرب کو ایک ریاست بنانا، اتحاد عرب اور غیر عربوں کی عرب میں مداخلت کا قلع قمع کرنا تھا۔ یہ سیاسی تحریک اور جماعت ۱۹۶۶ء میں تحلیل ہوگئی اور ملک شام اور ملک عراق کی دو بعثی جماعتوں میں منقسم ہوگئی۔ عراق کا صدام حسین (۱۹۳۷ء–۲۰۰۶ء) اسی انقلابی جماعت کا سرکردہ رکن تھا۔ اسی طرح مصر کا عظیم رہنما جمال عبدالناصر حسین (۱۹۱۸ء۔ ۱۹۷۰ء) بھی

بہت ساری صلاحیتوں کا مالک ہونے کے باوصف سوشلسٹ تحریک سے متأثر تھا اس نے دسمبر ۱۹۶۲ء میں مصر میں عرب سوشلسٹ یونین (Arab Socialist Union) کی بنیاد ڈالی جو ۱۹۷۸ء تک قائم رہی لیکن اس کی طاقت ور شخصیت نے ناصرزم (Nasserism) کو جنم دیا کہ جس کے نتیجہ میں عالم عرب میں عرب سوشلزم خوب پروان چڑھی اور سامراجی قوتوں کے خلاف ایک مضبوط محاذ برپا ہوا۔

6.7 پاکستان میں سوشلزم

پاکستان میں سوشلزم سے مکمل یا جزوی طور پر وابستہ اہم سیاسی جماعتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف)	کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان (۱۹۴۸ء)	(ب)	پاکستان پیپلز پارٹی (۱۹۶۷ء)
(ج)	نیشنل عوامی پارٹی (۱۹۶۷ء-۱۹۸۶ء)	(د)	مزدور کسان پارٹی (۱۹۶۸ء)
(ھ)	عوامی تحریک (۱۹۷۰ء)	(و)	عوامی نیشنل پارٹی (۱۹۸۶ء)
(س)	پاکستان تحریک انصاف (۱۹۹۶ء)	(ش)	نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریس (NSF)

اس کے علاوہ دیگر چھوٹی تنظیمات بھی سرگرم عمل ہیں۔ جیسے ۷ مارچ ۲۰۲۱ء کو عورت مارچ سے ایک دن پہلے کراچی میں سرخ لباس اور سرخ جھنڈوں میں عورتوں کا جلوس پیشہ وارانہ عورتوں کی معاشی خودمختاری، معاشی آزادی کے لئے اور جنسی ہراسگی کے خلاف نکالا گیا۔ اسی طرح ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم اور غلام احمد پرویز اسلامی سوشلزم (Islamic Socialism) کے حامی تھے۔

6.8 لاطینی امریکہ میں سوشلزم

کیوبا کے فیڈل کاسٹرو ۱۹۲۶ء-۲۰۱۶ء (Fidel Castro) نے کمیونسٹ پارٹی آف کیوبا بنا کر کیوبا میں سوشلزم کو پروان چڑھایا۔ اسی طرح اکیسویں صدی میں وینزویلا کے صدر ہوگو شاویز Hugo Chavez نے سوشلزم کی طرف رجحان کی وجہ سے قومی اثاثہ جات کو قومیا (Nationalize) لیا اور اپنے آپ کو ایک انقلابی رہنما کے طور پر ظاہر کیا۔

7 عصر حاضر میں سوشلزم

7.1 سوشلسٹ ممالک

بیسویں صدی عیسوی میں دنیا کے ممالک کی ایک وافر تعداد سوشلزم کے زیر اثر سوشلسٹ حکومتوں سے متعلق رہی ہے مگر ۱۹۹۱ء میں سویت یونین کے حصے بخرے ہونے کے بعد دنیا میں رفتہ رفتہ سوشلزم کا سیلاب تھمنا شروع ہوا۔ اس وقت صرف چار ممالک ہیں جو سرکاری طور پر اپنے آپ کو سوشلسٹ (اپنے وسیع مفہوم میں) کہتے ہیں مگر عملی طور پر سرمایہ دارانہ نظام کے بہت سے اصولوں پر چل رہے ہیں: چین، کیوبا، لاؤاور ویت نام۔

7.2 سوشلزم کی معتدل صورت (فلاحی مملکتیں)

سوشلزم کے معتدل اصولوں کو یورپ میں سیکنڈ ینیویا (Scandinavia) کے ممالک (ڈنمارک، ناروے اور سویڈن) نے اختیار کیا ہے ۔ اور امیروں پر ان کی امارت کے تناسب سے بہت زیادہ ٹیکس لگا کر بنیادی انسانی ضروریات کے اداروں کو اپنے کنٹرول میں کیا ہے۔ لیکن اب

یورپ کے دیگر ممالک بھی انسانوں کی معاشرتی بہبود پر بہت زیادہ رقم خرچ کر رہے ہیں۔اور اب پاکستان بھی انہیں " فلاحی اصولوں" پر چلنے کا دعویدار ہے۔

7.3 مثبت اثرات کا ظہور

سوشلسٹ تحریک کے نتیجہ میں پسے ہوئے کمزور طبقات کی استحصالی اور ناانصافی پچھلے صدیوں کے مقابلہ میں اس وقت بہت زیادہ کم ہو گئی ہے۔اور دنیامیں ٹریڈ یونینز اور دیگر تنظیمات نے مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے عالمگیر تشخیصی معیارات مرتب کر دئے ہیں جیسے نیدر لینڈ میں محنت کشی کی تحقیقات اور اجرتوں کی ادائیگی کی نشان دہی کرنے والا ادارہ(Center for Labour Research and Wage indicator Foundation)موجود ہے۔جو کہ ڈیسنٹ ورک چیک (Decent Work Check) کے دس مسلّمہ معیارات کے ذریعہ سے ۱۱۵ ممالک کا لیبر رائٹس انڈیکس (Labour Rights Index)مرتب کرتا ہے۔مثال کے طور پر پاکستان کو ۲۰۲۰ء میں لیبر رائٹس انڈیکس میں ۱۰۰ میں سے ۵۱ نمبرز دیئے گئے ہیں۔جبکہ فن لینڈ اور لیتھوانیا ۹۶ نمبرز کے ساتھ سرفہرست ہیں۔[21]

بحر حال پرولتاروں(Proletarians)نے اپنی آوازوں کو بلند کیا اور بورژوا(Bourgeoisie)کو مجبوراًماننا پڑا ہے۔مگر سوشلسٹس کے نزدیک ابھی بھی بہت کچھ کرنے کو باقی ہے۔اور سرخ رنگ اور جھنڈا ابھی بھی انقلاب کی علامت اور کمزوروں کا آسرا سمجھا جاتا ہے۔

8 اسلام میں سوشلزم کا مقام

1. اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ہی ضابطہ حیات قابل قبول ہے اور وہ اسلام ہے۔[22] یہ ضابطہ حیات آدم علیہ السلام سے لے کر محمد الرسول اللہ ﷺ تک کی الہامی و سامی روایت کا سچا امین ہے[23]۔ اس مکمل ضابطہ حیات میں موجود اعتقادات پر تمام انبیاء کی مہر تصدیق ثبت ہے۔[24] جبکہ اسکے اعمال وافعال پر تمام انبیاء ورسل کے سردار خاتم النبیین محمد الرسول اللہ ﷺ کا قرآن و سنت شاہد ہے ۔پس اب اسی ضابطہ حیات کی کامل اتباع قیامت تک تمام انسانوں کیلئے راہ نجات ہے۔ [25]
2. اسلام کی بنیاد نظریہ توحید پر ہے۔اور اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق بھی ہے اور مالک بھی ہے۔زمین پر حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے　　　　حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

انبیاء علیہم السلام کی عظیم الشان روایت اور محمد ﷺ کی رسالت و قرآن اللہ تعالیٰ کے وجود پر سب سے بڑی دلیل ہیں۔ہمارا نفس اور ضمیر خدائے زندہ و یکتا کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہا ہے۔یہ بلند و بالا پہاڑ،یہ سرسبز و شاداب وادیاں،یہ بل کھاتے اور شور کرتے ہوئے دریاؤں کی روانیاں

---

21 : Dawn,Newspaper, 30-5-2021, P.9
22 : Aal-e-Imran 3:19
23 : Al-Nisa 4:163 , Al-Shoora 42:13
24 : Citation for Oneness of God: Leviticus 26:1, Deuteronomy 5:7, 10:14, Mark 12:29, Sura Al-Ikhlas 112:1-4, Citation for Last Prophethood: Deuteronomy 18:15-18, 33:2, John 14:25-30, Sura Al-Ahzab 33:40 , Sura Al-Jumoa 62:2, Citation for the hereafter: Matthew 6:19-20, Sura Al-Anbiya 21:104
25 : Aal-e-Imran 3:19,85

،یہ ہواؤں کی سرسراہٹ، یہ پرندوں کی چہچہاہٹ، یہ تاروں بھرا آسمان یہ کہکشائیں اور یہ سورج کی تمازت یہ سب کچھ خدائے وحدہٗ لاشریک کی گواہی دے رہے ہیں۔

3 اسلام میں یہ دنیا انسان کے امتحان کیلئے بنائی گئی ہے۔[26] اور اس امتحان میں کامیابی کیلئے اسے محبت وعقیدت، ایثار و قربانی اور سب سے بڑھ کر ایمان و رضا کی نعمت سے بہر مند ہونا بہت ضروری ہے۔ لیکن ہر شخص کے پاس صلاحیتیں اور اسباب یکساں نہیں ہوتے اور یہی تضادات آدم علیہ السلام سے لیکر دنیا کے آخری انسان تک کیلئے مختلف نوعیت کے اپنے اندر امتحانات لئے ہوئے ہیں۔ جیسے غربت کے امتحان میں ناکام ہونے کو آپ ﷺ نے اس طرح ارشاد فرمایا، کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْراً [27] یعنی قریب ہے کہ غربت کفر میں بدل جائے۔ لیکن جو راضی بہ رضا رہا وہ فلاح پا گیا اور جو سرکش ہوا وہ نامراد ہوا۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا ۚ وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا" [28]

"دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت کا سامان تو ہم نے تقسیم کیا ہے اور بعض کے درجات تو دوسرے بعضوں پر بلند کئے ہیں تاکہ وہ باہم ایک دوسرے سے کام لے سکیں "

4 شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

"سلسلہ اسباب کی وجہ سے سب لوگ یکساں نہیں ہوتے۔ بعض احمق ہوتے ہیں اور بعض کارگزار، بعض مفلس اور بعض تونگر، بعض کو ادنیٰ کاموں سے عار آتی ہے بعضوں کو کچھ عار نہیں ہوتی۔ بعض لوگوں پر ضرورتوں کا ہجوم ہوتا ہے اور بعض فارغ البال ہوتے ہیں"[29]

5 سوشلزم الحاد کا قائل ہے اور اللہ تعالیٰ کے برپا کئے ہوئے اس امتحان کو محو کرنے کی سعی لاحاصل کرتا ہے۔ یہ مساوات کا نام نہاد نعرہ لگاتا ہے اور فطرت انسانی کے خلاف سماجی اصلاحات کرتا ہے اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تم سماجی فساد برپا مت کرو تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

---

[26]: Al-Mulk 67:2
[27]: Al-Imam Al-Dhahbi, Mizan Al-etidal, Dar-Al-Marifa, Beirot, Vol.4, P.416
[28]: Al-Zukhruf 43:32
[29]: Shah Waliullah, Hujjatullah Al-Baligha, Translated by Maulana Abdul Haq Haqqani, Farid Book Stall, Urdu Bazaar Lahore, P:82,

6 اسلام تہذیب واخلاق کا سب سے بڑا علمبر دار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کسی بھی چیز کو جبری طور پر چھیننے سے منع کیا ہے۔ لیکن سوشلزم میں غیر فطری سماج پیدا کرنے کیلئے رائے عامہ ہموار کر کے پارلیمنٹ کے ذریعہ سے قانون سازی کر کے ہر شخص کی ملکیت کو قومی تحویل میں لے لیا جاتا ہے۔ جبکہ کمیونزم میں عوامی بغاوت کے ذریعہ سے لوگوں کی ذاتی املاک کو چھین لیا جاتا ہے اور قومیانہ کیا جاتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے کہ:

"لَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ"[30]

یعنی ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے مت کھاؤ۔

اور اسی طرح: "وَيَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ"[31]

میں "عفو" سے مراد راہ خدا میں خرچ کرنا ہے نہ کہ لوگوں کے اموال کو بالجبر لینے یا بالجبر قومیانہ کرنے کا حکم ہے جیسا کہ مسلم اشتراکی کہتے ہیں۔

7 اسلام میں حکمران رعایا کو جواب دہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ کا آغاز کچھ یوں کیا۔۔۔

"أَيُّها الناسُ فَإِني قد وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ وَلستُ بخيرِكم فإنْ أَحسَنْتُ فَأَعِينُونِي وإنْ أَسَأْتُ فَقَوِّمُوني. الصِدْقُ أمانةٌ والكَذِبُ خِيَانَةٌ. والضعيفُ فيكم قويٌّ عندي حتى أُرْجِعَ إليه حقَّه إن شاء اللّٰه، والقويّ فيكم ضعيفٌ عندي حتى آخذَ الحقَّ منه إن شاء اللّٰه"۔[32]

"اے لوگو! مجھے تم پر نگران بنایا گیا ہے اور میں تم سے بہتر بھی نہیں ہوں پس اگر میں کوئی اچھا کام کروں تو اس میں میری مدد کرو اور اگر میں کچھ غلط کر بیٹھوں تو مجھے درست کرو، سچائی امانت اور جھوٹ خیانت ہے اور تم میں سے کمزور میرے نزدیک طاقتور ہوں گے جب تک کہ میں اللہ کے حکم سے ان کا حق اُن تک لوٹا نہ دوں اور تم میں سے طاقت ور (طبقات) کمزور ہوں گے یہاں تک کہ میں بحکم خدا اُن سے اُنکا حق (زکوٰۃ و عشر) نہ لے لوں"۔

مگر سوشلزم میں اظہار رائے کی مکمل آزادی پر پابندی ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی حکومت کے خلاف بات کر دے تو اسے مار دیا جاتا تھا۔ ان سیاہ کاریوں کی روشن مثالیں سویت یونین کی تاریخ میں موجود ہیں۔

8 اسلام کے خلیفہ ثانی اور عظیم مسلم حکمران حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے ایک فلاحی ریاست (Welfare State) کہ جہاں ہر شخص کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ہو سکے، کی تصویر کشی کچھ یوں کرتے ہیں:

"لَوْ مَاتَتْ شَاةٌ علیٰ شَطِّ الفُراتِ ضائعةً لظَنَنْتُ اَن الله تعالیٰ سَائِلِي عنها يومَ الْقيامة"۔[33]

---

30 : Al Nisaa 4:29
31 : Al Baqara 2:219
32 : Al-Imam Ibn-e-Kaseer, Al-Bidaayah Wa-al-Nihaaya, Dar Ibn-e-Kaseer, Dimuscus, Syria, 2010, Vol.7, P.6
33 : Abu Nuayam Al-Asfahani, Hilyat ul Aouliya Wa Tabaqat ul Al-Asfiya, Dar-ul-Fikr, Beirut, Vol.1, P.53

اگر دریائے فرات کے کنارے ایک بکری بھی تنگ و بھوک سے ہلاک ہو جائے تو مجھے لگتا ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس بکری کی بابت مجھ سے ضرور بازپرس کریں گے۔

9 سوشلسٹ نظام سے نبرد آزما ہونے کیلئے اور اس فکری چیلنج کی سرکوبی کیلئے اسلام کی حقیقی تعلیم لوگوں تک پہنچائی جائے۔ کمزور طبقات کی معاشی بحالی کے لئے اسلام کے اقتصادی قوانین کا عملی نفاذ کیا جائے اور قرآن کی تعلیم عام کی جائے اس لئے کہ ایک ہزار کارل مارکس اکٹھے ہو جائیں وہ قرآن مجید جیسی ایک آیت بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے پیغام میں اتنی زیادہ حرارت ہے کہ اس نورِ ہدایت کو قیامت تک کوئی ابلیسی طاقت نہیں بجھا سکتی۔

9 ماحصل

سوشلزم ایک مادی ضابطۂ حیات ہے۔ یہ اپنا قدیم سفر افلاطون کی مثالی ریاست (Plato's Republic) میں ذاتی ملکیت اور بیویوں کی اشتراکیت سے اور جدید سفر مغرب کے روایتی و مذہبی فکر کے زوال سے شروع کرتا ہے اور نشأۃ ثانیہ، سیکولرزم، دہریت و الحاد اور کیپٹلزم کے جدید افکار و تجربات کے ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا عقل محض کا وہ آخری فکری محاذ بن جاتا ہے جو من حیث المجموع انبیاء علیہم السلام کی الہامی شریعتوں کے مقاصد کے علی الرغم نظریات و اہداف کا حامل ایک ناقص نظام ہے۔ جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اس ضابطۂ حیات میں موجود احکام و مقاصد انسانوں کی دنیوی و اُخروی فلاح و بہبود کے لئے ہیں۔ لہٰذا اسلامی نظام ریاست سوشلزم سے زیادہ حقدار ہے کہ وہ انسانوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل ریاستی سطح پر خود کرے تا کہ ایک اسلامی ریاست فلاح کے مرتبہ کمال تک پہنچ سکے۔